فقہ وفتاویٰ

# سہواً محرم عورت سے ملامست کا حکم؟

دکتور فضل الرحمٰن المدنی

## سوال :

کیا فرماتے ہیں علمائے دین، ومفتیانِ شرعِ متین ـــ اس مسئلہ کے بارے میں، کہ میں اور میری بیوی اور بچے سب ایک بڑے ہال میں سوتے تھے۔ مجھے کبھی رات میں بیوی کے ساتھ ہم بستری کی ضرورت ہوتی تو پاؤں سے اس کے پاؤں میں ٹھوکر لگا کر اشارہ کر دیتا اور وہ اٹھ جاتی - اور ہم دونوں دوسرے کمرے میں جاکر مجامعت کر لیتے، اس طرح جب بیوی کے ساتھ میں دوسرے کمرے میں جاتا تو اس کی شہوت بیدار نہیں ہوتی، جس سے ہم بستری کا لطف پورے طور پر نہیں ملتا۔ اس لیے میں نے یہ طریقہ اختیار کیا، کہ دوسرے کمرے میں جانے سے پہلے بیوی کی پنڈلی پر میں اپنا پاؤں کچھ دیر رگڑتا جس سے اس کی شہوت بیدار ہو جاتی ـــ پھر دوسرے کمرے میں جاکر ہم بستری کر کے دونوں پورے طور سے لطف اندوز ہوتے۔

مگر ایک رات ایسا ہوا کہ اندھیرے میں اپنی بیوی سمجھ کر، میں اپنی بیوی کی پنڈلی پر شہوت سے اپنے پاؤں کے نیچے رگڑنے لگا۔ مگر کچھ دیر ہونے کے بعد بھی وہ نہیں اٹھی، تو میں نے بیٹھ کر دیکھا کہ کیوں نہیں اٹھتی ہے۔ اب جو دیکھتا ہوں تو پتہ چلتا ہے کہ غلطی سے میں نے بیوی کے بجائے اپنی ½ ۱۱ سالہ بچی (جو وہیں قریب میں سوئی ہوئی تھی) کی پنڈلی پر رگڑے ہیں، اس پر بری طرح ندامت اور افسوس ہوا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا اس غلطی کی وجہ سے میری بیوی مجھ پر حرام ہو گئی ہے؟ کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دے کر مشکور ہوں۔

## الجواب بعون اللہ وتوفیقہ :

مذکورہ بالا صورت میں آپ کی بیوی آپ کے لیے حرام نہیں ہوئی۔ جمہور علماء کے نزدیک اور راجح مذہب کے مطابق زنا سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ چنانچہ اگر کوئی بدبخت شخص اپنی ساس، بیوی کی لڑکی، یا سالی سے زنا کر لے، تو یقیناً اس کا یہ فعل ناجائز اور حرام ہوگا، مگر اس کی وجہ سے اس کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی، کیوں کہ اللہ نے قرآن پاک میں جہاں محرمات کا ذکر کیا ہے، وہاں اسبابِ تحریم میں سے زنا کو نہیں بتایا ہے، بلکہ محرمات کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا "واحل لکم ما وراء ذلکم" یعنی تمہارے لیے ان کے علاوہ باقی عورتیں حلال ہیں اور کسی صحیح حدیث سے بھی اس کی حرمت ثابت نہیں۔

بعض لوگوں نے "وامھات نسائکم" (ترجمہ: اور تمہاری عورتوں کی مائیں (ساس) تم پر حرام ہیں) سے استدلال کرتے ہوئے کہا ـــ کہ جب کسی نے اپنی بیوی کی لڑکی سے زنا کیا تو یہ لڑکی اس کی بیوی کے حکم میں ہو گئی اور اس کی بیوی اس

لڑکی کی ماں ہونے کی وجہ سے اس کی ساس ہوئی، اور ساس حرام ہے۔ اس واسطے اس کی بیوی حرام ہوگئی۔

مگر اس استدلال کی کمزوری بہت واضح ہے۔ کیوں کہ آیت کریمہ میں بیویوں کی ماؤں کو حرام قرار دیا گیا ہے اور جس لڑکی سے اس نے زنا کیا وہ اس کی بیوی نہیں۔ اور اس کی بیوی اس کی بیوی ہے ساس نہیں۔ کیوں کہ ساس تو اپنی منکوحہ عورت کی ماں کو کہتے ہیں۔ مزنیہ عورت کی ماں کو نہیں۔ اس واسطے اس کی بیوی کو حرام قرار دینا بالکل بے بنیاد ہے اور زنا کو نکاح کا حکم دینا کسی طرح صحیح نہیں ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ نے اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ فتوی نقل کیا ہے: "اذا زنی باخت امرأته لم تحرم علیه امرأته"۔ کہ اگر کوئی اپنی بیوی کی بہن سالی سے زنا کرلے تو اس کی بیوی اس کے لیے حرام نہیں ہوگی۔ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ نے فتح الباری ۹/۱۵۶ میں بیہقی سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت بایں الفاظ نقل کی ہے: "فی رجل غشی أم امرأته قال تخطی حرمتین ولا تحرم علیه امرأته"۔ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایسے شخص کے بارے میں جس نے اپنی ساس سے زنا کیا، فرمایا کہ اس نے دو حرمتوں کو پامال کیا۔ مگر اس کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اس قول کو نقل کرنے کے بعد حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: "واسناده صحیح" "وفی الباب حدیث مرفوع اخرجه الدارقطنی والطبرانی من حدیث عائشة "أن النبی صلی اللہ علیه وسلم سئل عن الرجل یتبع المرأة حراما ثم ینکح ابنتها او البنت ثم ینکح امها قال: لا یحرم الحرام الحلال، إنما یحرم ما کان بنکاح حلال" وفی اسنادهما عثمان بن عبد الرحمن، الوقاصی وهو متروك، وقد اخرج ابن ماجة طرفا منه من حدیث ابن عمر لا یحرم الحرام الحلال، واسناده اصلح من الاول"۔ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اثر کی سند صحیح ہے، اور اس باب میں ایک مرفوع حدیث بھی ہے، جس کی تخریج دارقطنی اور طبرانی نے کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا، جو ایک عورت سے حرام کاری کرتا ہے، پھر اس کی لڑکی سے نکاح کرتا ہے، یا لڑکی سے حرام کاری کرتا ہے پھر اس کی ماں سے نکاح کرتا ہے، آپ نے فرمایا: حرام کام حلال کو حرام نہیں کرتا۔ حرام وہ کرتا ہے جو جائز نکاح سے ہو۔ ان دونوں کی سند میں عثمان بن عبدالرحمن الوقاصی نام کا ایک راوی ہے جو متروک ہے، اور ابن ماجہ نے اس کا ایک حصہ ابن عمر کی حدیث سے روایت کی ہے کہ حرام حلال کو حرام نہیں کرتا، پھر فرمایا کہ اس کی سند پہلے کی سند سے بہتر ہے۔

بہرحال حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی صحیح سند سے مروی قول جس کی تائید ان دونوں متکلم فیہ مرفوع حدیثوں سے ہوتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زنا کو نکاح شرعی کے درجہ میں رکھ کر اس سے حلال کو حرام قرار دینا درست نہیں اور جب ساس، سالی اور بیوی کی لڑکی سے عمداً زنا سے نکاح نہیں ٹوٹتا، اور بیوی حرام نہیں ہوتی، تو صرف لڑکی کے پاؤں میں

سہواً اور لاعلمی میں پاؤں رگڑنے سے نکاح کیسے ٹوٹ جائے گا؟ اور بیٹی کو بیوی اور بیوی کو ساس مان کر کیسے بیوی کو حرام کہا جا سکتا ہے؟

حضرت ابن عباس رض، سعید بن المسیب، یحییٰ بن یعمر، عروہ، زہری، مالک، شافعی، ابو ثور، اور ابن المنذر رحمہم وغیرہم جمہور علماء کا مذہب یہی ہے کہ زنا سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ زنا سے نہ عدت واجب ہوتی ہے نہ مہر، نہ نسب ثابت ہوتا ہے نہ میراث، تو اس سے حرمت بھی ثابت نہ ہوگی۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: "وإلى ذلك ذهب الجمهور وحجتهم أن النكاح في الشرع إنما يطلق على المعقود عليها، لا على مجرد الوطء، وأيضا فالزنا لا صداق فيه ولا عدة ولا ميراث. قال ابن عبد البر وقد أجمع أهل الفتوى من الأمصار على أنه لا يحرم على الزاني من زنى بها نكاح أمها وابنتها أجمعين" (فتح الباری ۹/ ۱۵۷)

یعنی جمہور علماء نے بیوی کو حرام قرار دینے کے قول کا انکار کیا ہے۔ ان کی حجت یہ ہے کہ نکاح کا اطلاق شریعت میں صرف جماع پر نہیں ہوتا کہ جس سے جماع کر لیا خواہ وہ زنا ہی کے طور پر ہو، وہ اس کی عورت بن جائے، بلکہ کسی کی بیوی وہ عورت ہوتی ہے جس سے اس کی باقاعدہ شادی اور عقد نکاح ہوا ہے۔ نیز زنا میں نہ عدت ہے نہ مہر، نہ نسب ثابت ہوتا ہے، نہ میراث (پھر حرمت کہاں سے ہوگی)۔ ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں: کہ شہروں کے تمام اہل فتویٰ کا اس پر اجماع ہے کہ زانی پر اس عورت سے نکاح کرنا حرام نہیں۔ جس سے اس نے زنا کیا۔ تو پھر اس کی ماں اور بیٹی سے نکاح کرنا بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔

یہاں یہ بات بھی ملحوظ رکھنے کے لائق ہے، کہ مذکورہ بالا واقعہ جو کچھ ہوا وہ سہواً ہوا ہے، عمداً نہیں، اور رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تجاوز الله عن أمتي الخطأ والنسيان وما استكرهوا عليه" (رواه الحاكم في المستدرك ۲/ ۱۹۸) وقال صحيح على شرط الشيخين۔ یعنی میری امت سے بھول چوک اور وہ کام جو کسی کے زبردستی مجبور کرنے پر ہو جائے وہ معاف ہے ۔۔۔ ایسی صورت میں آپ ان شاء اللہ گنہگار بھی نہ ہوں گے اور آپ کی غلطی عند اللہ معاف ہوگی اور جب یہ غلطی قابل معاف اور ناقابل مواخذہ ہے تو اس کی وجہ سے حرمت بھی ثابت نہ ہوگی۔

نیز کسی عورت کو شہوت سے چھو لینے سے نہ غسل واجب ہوتا ہے، نہ مہر، نہ کفارہ اور روزہ باطل ہوتا ہے، نہ اس کی وجہ سے کسی کو محصن مانا جاتا ہے۔ جب کہ جماع کا حکم ان سب میں اس کے برخلاف ہے۔ اس لیے صرف چھونے کو وطی کا حکم دے کر بیوی کو حرام قرار دینا ہرگز درست نہیں۔ اسی بنا پر امام احمد بن حنبل رحؒ، جو زنا کی صورت میں امام ابو حنیفہ رحؒ کے ہم رائے تھے، اس صورت میں ان کی رائے مختلف ہو گئی۔ اور اس کو موجب حرمت ماننے سے انہوں نے انکار کر دیا۔ علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں: شرمگاہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ مباشرت اگر بغیر شہوت کے ہو، تو یہ باعث حرمت نہیں۔ میرے علم میں اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اور اگر شہوت کے ساتھ ہو اور بیوی اور لونڈی کے علاوہ کسی دوسری عورت سے ہو تو بھی اس سے حرمت ثابت

نہیں ہوگی۔ جوزجانی کا قول ہے کہ میں نے امام احمد سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا جس نے اپنی بیوی کی ماں کو شہوت سے دیکھا، یا اس کا شہوت سے بوسہ لیا یا اس سے مباشرت کی، تو انہوں نے فرمایا: میں کہتا ہوں کہ جماع کے علاوہ ان میں سے کسی بھی چیز سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ (المغنی ۷/۹۲)

بہرحال ان ادلہ شرعیہ کی بنا پر آپ کی بیوی اس غلطی کی وجہ سے آپ کے لیے حرام نہیں، آپ اس کے ساتھ ازدواجی زندگی گزار سکتے ہیں، البتہ آپ کو آئندہ بیوی بچوں کے ساتھ رہنے کا نظم اس طرح کرنا چاہیے کہ پھر ایسی غلطی نہ ہو۔

هذا ما ترجح عندي والله اعلم بالصواب۔

## بغیر مہر کے نکاح؟

سوال: بغیر مہر ادا کیے نکاح ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملك الوهاب:

عقد نکاح کے وقت مہر ادا کرنا ضروری نہیں، اس کے بغیر بھی نکاح ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری ہے:

"لاجناح عليكم إن طلقتم النساء ما لم تمسوهن أو تفرضوا لهن فريضة" (البقرة: ۲۳۶) ترجمہ: تمہارے اوپر کوئی حرج نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دے دو ان سے مباشرت سے قبل یا ان کے لیے مہر مقرر کرنے سے قبل۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مہر مقرر کیے بغیر نکاح صحیح ہو جائے گا اور عند الحاجت اس سے قبل طلاق بھی دے سکتے ہیں۔

نیز حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا: کیا تو راضی ہے کہ تیری شادی میں فلاں عورت سے کر دوں؟ اس نے کہا: ہاں۔ پھر آپ نے اس عورت سے کہا: کیا تو راضی ہے کہ میں تیرا نکاح فلاں شخص سے کر دوں؟ اس نے کہا: ہاں۔ اس کے بعد آپ نے دونوں کا ایک دوسرے سے نکاح کر دیا، اور مہر مقرر نہیں فرمائی۔ اور مرد نے بھی اسے اس وقت کچھ نہیں دیا۔ یہ شخص ان لوگوں میں سے تھا جو حدیبیہ میں شریک تھے اور جو لوگ حدیبیہ میں شریک تھے انہیں خیبر میں ایک حصہ ملا تھا، جب اس کی وفات کا وقت ہوا تو اس نے کہا کہ فلانہ کی شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کر دی تھی۔ اور اس کے لیے کوئی مہر مقرر نہیں کی تھی، اور میں نے بھی اسے کچھ نہیں دیا تھا۔ میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے مہر میں خیبر کا اپنا حصہ دے دیا۔ بعد میں اس عورت نے یہ حصہ ایک لاکھ میں فروخت کیا۔ (رواہ ابوداؤد وابن حبان والحاکم والبیہقی وصححہ وقال الحاکم صحیح علی شرط الشیخین ووافقہ الذہبی وقال الالبانی ہو علی شرط مسلم وحدہ (الارواء ۶/۳۴۴-۳۴۵)